OPEN ACCESS
Al-Idrak
Khasais-E-Nabwi (S.A.W)
ISSN (Online): 2789-3227
ISSN (Print): 2789-3235
www.alidrakresearchjournal.com

رسول اللہ ﷺ کی صفت حلم ورفق آیت مبارکہ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ کا خصوصی مطالعہ

The Patience and kindness of The Holy Prophet (s.a.w) An Exclusive Study of The Verse (And by the Mercy of Allah, you dealt with them gentle

☆ **Abdul Basit Khan**

Associate Professor, Shekih Zaid Islamic Center, University of the Punjab Lahore.

Citation:

Khan, Abdul Basit,"The Patience and kindness of The Holy Prophet (s.a.w) An Exclusive Study of The Verse (And by the Mercy of Allah, you dealt with them gentle."Al-Idrāk Research Journal, 2, no.1, Jan-June (2022): 1– 14.

ABSTRACT

This article is aimed to explore the attribute of patience and softness of The Holy Prophet (S.A.W). The discussion revolves around the question that weather the said attribute of our prophet more to other prophets and to what extent this characteristic was found in his behavior. He was so soft for his companions that he always overlooked their mistakes and errors. Not a single incident has been reported where he took revenge for his own sake. He remained polite for men and women, children and youngs and familiars and strangers. This ethic was a sign of his prophet hood revealed in Torah. A smile on his face always appeared which attract the companions and strangers to him. Thus, this behavioral softness distinguishes him from other prophets. The Muslims must follow him by adopting this attribute specially those who frequently meets with others; teachers, doctors, lawyers, mentors and preachers.

Key Words: Sīrah; Holy Prophet (s.a.w); patience; softness

تمہید

نبی اکرم ﷺ کے کمالات بھی اس اعتبار سے معجزہ ہیں کہ ان کی مثل لانے سے مخلوق عاجز ہے۔ آپ ﷺ کے کمالات میں سب سے اہم آپ ﷺ کے اخلاق عالیہ میں۔ رب کریم کا ارشاد ہے: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ

فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ[1] " اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان پر رحم دل ہیں اور اگر آپ سخت گفتار اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے سو آپ ان سے در گزر کریں اور ان کے لیے استغفار کریں اور کام کا مشورہ ان سے کیا کریں۔ پھر جب آپ کا پختہ ارادہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں بیشک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"

امام فخر الدین رازی نے اس آیت کی تفسیر میں رسول اکرم ﷺ کے اخلاق عالیہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ نبی کی بعثت کا چونکہ مقصد ہی حق تعالیٰ کے احکام مخلوق تک پہنچانا ہوتا ہے اور یہ مقصد اس وقت تک پورا نہیں ہو سکتا جب تک مخلوق کے دل نبی کی طرف مائل نہ ہو اور یہ میلان ظاہر ہے کہ اسی وقت ہو گا جب نبی رحیم و کریم ہو۔ اصحاب سے لغزشیں ہو جائیں تو در گزر کریں کسی سے زیادتی ہو جائے تو معاف کریں بلکہ کریم و شفقت کی انتہاء کر دیں اسی لیے رب کریم نے فرمایا کہ اے نبی ﷺ اگر آپ سخت بول بولنے والے اور سخت دل ہوتے تو یقیناً یہ صحابہ آپ سے دور بھاگ جاتے۔[2] لیکن پھر امام رازیؒ کے اس کلام پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کہ اگر یہ چیز یعنی نرمی پیغام رسالت کے پہنچانے کے لیے ایسی ضروری ہے اور یقیناً ہے تو پھر تو تمام انبیاء اس صفت سے متصف ہوں گے اور ہمارے پیغمبر ﷺ کی اس بارے میں کوئی خصوصیت نہ ہوئی نیز یہ کہ بعض انبیاء خصوصاً حضرت موسیٰؑ تو سخت مزاج تھے اور طبیعت میں جلال کا غلبہ تھا تو پھر ان کے بارے میں بات کیسے درست ہو گی راقم کو ان دونوں سوالوں کے جواب ذخیرہ تفسیر میں نہیں ملے۔ شاید مفسرین کرام کے ہاں یہ سوال ایسے اہم اور ادق نہیں کہ ان کے جواب کا اہتمام کیا جائے۔ راقم کے خیال میں ان دونوں سوالوں کا جواب یہ ہے کہ تبلیغ رسالت کے لیے جس قدر نرمی مطلوب و مشروط ہے تو وہ ظاہر ہے کہ تمام انبیاء کرام میں پائی جاتی تھی البتہ مزاج کی نرمی اس میں شامل نہیں۔ رسول اکرم ﷺ کے مزاج مبارک میں رب کریم نے نرمی پیدا کر دی تھی اور آپ کو خلاق عالیہ عطا فرمائے تھے۔ اسی لے آپ نے اپنی بعثت کا مقصد مکارم اخلاق کی تکمیل و اتمام قرار دیا۔ **انما بعثت لاتمم مکارم**

1 آل عمران ۳:۱۵۹

Āl-‘Imrān 3:159

2 ۔الرازي- فخر الدین أبو عبد اللہ محمد بن عمر بن حسین، التفسیر الکبیر، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۵ھ، ۵۳/۹

Al-Rāzī, Fakhr al-Dīn Abu Abdullah Muḥammad ibn ‘Umar ibn Ḥussayn, al-Tafsīr al-Kabīr, Beirūt, Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, 1426H, 9/53

الاخلاق۔[1] تمام مکارم اخلاق کی بنیاد دو چیزیں ہیں۔ قول و فعل میں نرمی اور دل میں ایسی نرمی جو دوسروں سے بحث اور ان کے بھلے پر ہر وقت ابھارتی ہو۔ آیت مبارکہ میں 'لِنۡتَ لَهُمۡ ' کے کلمات سے ہر قسم کی نرمی مراد ہے اور پھر 'فَظًّا' کے لفظ سے قول و فعل کی نرمی اور 'غَلِيۡظَ الۡقَلۡبِ ' کے لفظ سے دل کی نرمی کی طرف اشارہ ہے۔[2]

رسول اکرم ﷺ نے جب حضرت عمرو بن مرۃ الجہنی کو ان کی خواہش پر ان کی قوم کی طرف داعی بنا کے بھیجا تو انہیں بھی فرمایا۔ **علیک بالرفق والقول السدید ولا تکن فظا ولا متکبرا ولا حسودا۔**[3] "تم نرم خوئی اور سیدھی بات کرنے کے پابند رہنا اور سخت خو، متکبر اور حاسد نہ بننا۔"

حضرت علی،[4] اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما[5] آپ ﷺ کے متعلق فرماتے ہیں کہ آپ لیس بفظ یعنی درشت قول و فعل والے نہ تھے۔ بلکہ حضرت کعب، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، سیدہ عائشہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سب سے روایت ہے کہ قرآن کریم کی آیت مبارکہ: **اَلَّذِيۡنَ يَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِىَّ الۡاُمِّىَّ الَّذِىۡ يَجِدُوۡنَهٗ مَكۡتُوۡبًا عِنۡدَهُمۡ فِى التَّوۡرٰٮةِ وَالۡاِنۡجِيۡلِ** کی تفسیر یہ ہے کہ تورات میں لکھا ہے کہ **محمد رسول اللہ اسمہ المتوکل لیس بفظ وغلیظ ولاسخاب فی**

---

1 البيهقي أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي، السنن الكبرى، حيدر آباد، مجلس دائرة المعارف النظامية، الطبعة : الأولى . ۱۳۴۴ھ، ۱۹۱/۱۰، حدیث ۲۱۳۰۱

Al-Bayhqī, AbūBakr Aḥmad ibn al-Ḥussayn ibn Ali, al-Sunan al-Kubrā, Hayderabad, Majlis Dā' irah al-Mu'ārif al-Nazāmiyyah, 1st edition, 1344H, 10/191, Ḥadīth: 21301

2 ۔التفسیر الکبیر، ۵۳/۹

Al-Tafsīr al-Kabīr, 9/53

3 ۔المقریزی، تقی الدین احمد بن علی، امتاع الاسماع، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۰ھ، ۱۱/۴

Al-Maqrayzī, Taqī al-Dīn Aḥmad ibn Ali, Imtā' al-Asmā', Beirūt, Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah, 1420H, 4/11

4 ۔الھیثمي، نور الدین علي بن أبي بکر، مجمع الزوائد و منبع الفوائد، دار الفکر، بیروت—۱۴۱۲ھ، ۴۸۷/۸

Al-Haythamī, Nūr al-Dīn Ali ibn AbīBakr, Majma' al-Zawā' id wa Manba' al-Fawā' id, Dār al-Fikr, Beirūt, 1412H, 8/487

5 ۔طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، موصل، مکتبۃ العلوم والحکم، ۱۴۰۴ھ، ۸۹/۱۰

Ṭabarānī, Sulaymān ibn Aḥmad, al-Mu'jam al-Kabīr, Mawṣal, Maktabah al-'Ulūm wa al-Ḥikam, 1404H, 10/89

الاسواق[1] "محمد رسول اللہ ہیں، ان کا نام المتوکل ہے وہ سخت اور درشت نہیں ہیں اور نہ ہی بازاروں میں اونچی آواز سے بولنے والے ہیں۔"

مکی دور میں مؤمنین کی لیے نرم اور عاجز رہنے کا حکم اور مدنی دور میں آپ ﷺ کے نرم ہوجانے کی خبر

آنحضرت ﷺ کو مکی دور میں مومنین کے لیے نرم رہنے کا ارشاد ہوا۔ سورہ الحجر [مکی سورت] میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ[2] "اور جو لوگ ایمان لے آئے ہیں، ان کے لیے اپنی شفقت کا بازو پھیلا دو" سورہ الشعراء [مکی سورت] میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ[3] "اور جو مومن تمہارے پیچھے چلیں، ان کے لیے انکساری کے ساتھ اپنی شفقت کا بازو جھکا دو" سورہ الاعراف [مکی سورت] میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ[4] "(اے پیغمبر) درگزر کا رویہ اپناؤ، اور (لوگوں کو) نیکی کا حکم دو، اور جاہلوں کی طرف دھیان نہ دو" پھر غزوہ احد کے بارے میں نازل ہونے والی مدنی آیات میں اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا کہ: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ[5]

ان آیات مبارکہ مذکورہ بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ کریم نے ایسی نرمی عطا فرمائی جو ممتاز اور منفرد تھی اور دیگر انبیاء کو عطا نہیں ہوئی اور آپ کی طبیعت کی یہی نرمی آپ کی نبوت کی دلیل تھی حضرت زید بن

---

1 ۔ سیوطی، جلال الدین، عبدالرحمن بن ابی بکر، الخصائص الکبری، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۵ھ، ص۱۵۔۱۸
Al-Suyūṭī, Jalāl al-Dīn, Abdul Rehman ibn Abī Bakr, al-Khaṣā’is al-Kubrā, Beirūt, Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, 1405H, pg: 15-18

2 ۔ الحجر ۸۸:۱۶
Al-Ḥijr 16:88

3 ۔ الشعراء ۲۶:۲۱۵
Al-Shu‘arā‘ 26:215

4 ۔ الاعراف ۷:۱۹۹
Al-A’rāf 7:199

5 ۔ آل عمران ۳/۱۵۹
Āl-‘Imrān 3/159

سعنہ جو پہلے یہودی تھے ان کا واقعہ اس امر کی دلیل ہے۔اس واقعہ میں وہ فرماتے ہیں کہ مجھے آپ میں جن صفات کی تلاش تھی انہی کے اظہار کے لیے میں نے ادہار کا معاملہ آپ سے کیا کہ آپ کو ادہار دیا اور آپ کی طبیعت کی وہ نرمی جسے تورات میں آپ کی نبوت کی دلیل کی علامت کے طور پر بیان کیا گیا ہے اسی کی پرکھ کے لیے میں نے ادائیگی کا وقت آنے سے پہلے ہی آپ سے مطالبہ کیا اور سخت لہجے میں بات کی کہ دیکھوں آپ مجھ سے کیسا رویہ رکھتے ہیں۔اب آپ کے اخلاق کریمانہ دیکھ کر اطمینان ہو گیا کہ وہ آخری نبی آپ ہی ہیں جن کا ذکر تورات میں ہے۔[1] چنانچہ اسی شفقت اور نرمی کے باعث آپ نے اپنے آپ کو امت کے لیے والد کے مثل قرار دیا۔

ارشاد فرمایا: **انی انا لکم مثل الوالد اعلمکم اذا اتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها ولا یستنبع احدکم بیمینه۔**[2] "میں تو تمہیں مثل والد کے سمجھتا ہوں۔جب تم میں سے کسی کا ارادہ قضاء حاجت کا ہو تو نہ تو قبلہ کی طرف چہرہ کرو اور نہ ہی پشت کرو اور تم میں سے کوئی دائیں ہاتھ سے استنجا نہ کرے۔" آیت: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ کی تفسیر میں دو احتمال ہیں۔ایک یہ کہ یہ خاص واقعہ احد کے متعلق ہے۔ کیونکہ اس غزوہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اول اول مجتمع تھے پھر گھاٹی کی طرف سے آنے والے کفار کے گروہ نے حملہ کیا تو صحابہ منتشر ہو گئے۔اور رسول اللہ ﷺ اکیلے رہ گئے تھے۔ایسے وقت میں نبی اکرم ﷺ کو غصہ آ جانا بجا تھا مگر نبی اکرم ﷺ رؤف رحیم نے منتشر ہو جانے والے صحابہ پر غصہ نہیں کیا نہ ہی انہیں کوئی سزا دی۔[3] جو صحابہ بہت دور چلے گئے تھے ان میں حضرت عثمان بھی شامل تھے۔حضرت عثمان حاضر ہوئے تو ارشاد

---

1 ۔ الحاکم النیشاپوری، محمد بن عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ، ۳/۷۰۰، حدیث ۶۵۴۷، (ذکر اسلام زید بن سعنۃ مولی رسول اللہ ﷺ)۔ روایت کے اردو ترجمہ کے لیے ملاحظہ ہو، محمد قاسم العطاری، صراط الجنان فی تفسیر القرآن، کراچی، مکتبۃ المدینۃ، ۲۰۱۳ھ ۲/ ۸۰۔۸۳

Al-Ḥakim al-Nayshāpurī, Muḥammad ibn Abdullah, al-Mustadrak ala al-Ṣaḥīḥayn, Beirūt, Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah, 1411H, 3/700. Ḥadīth: 6547, (Dhikr Islam Zayd ibn Sa'nah Mawlā Rasulullah ﷺ). For Urdu Translation see: Muḥammad Qāsim al-'Aṭṭārī, Srāṭ al-Janān fi Tafsīr al-Qur' ān, Karachi, Maktabah al-Madīnah, 2013AD, 2/80-83

2 ۔ابن حبان، محمد، الصحیح، بیروت، دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۴ھ، ۴/ ۲۷۹، حدیث ۱۴۳۱، ذکر الزجر عن الاستطابۃ بالروث والعظم

Ibn Ḥibbān, Muḥammad, al-Ṣaḥīḥ, Beirūt, Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah, 4/279, 1414H, Ḥadīth: 1431 , Dhikr al-Zajar 'An al-Istiṭā' ah bi al-Rawth wa al-Azam

3 ۔التفسیر الکبیر، ۹/ ۵۳

فرمایا: **لقد ذهبتم فيها عريضة۔**[1] تم تو بہت ہی دور نکل گئے۔ جبکہ دیگر مفسرین کا خیال ہے کہ آیت مبارکہ اپنے عموم پر ہے اور کسی خاص واقعہ سے اس کا ایسا تعلق نہیں کہ اسے اسی واقعہ کے ساتھ خاص کر دیا جائے۔ یہی بات درست معلوم ہوتی ہے اول تو اس لیے کہ اسباب نزول کے متعلق یہ بات محققین کے ہاں پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ جب تک کسی آیت مبارکہ میں کسی خاص واقعہ کا صراحتاً ذکر نہ ہو یا کلمات قرآنیہ میں عموم نہ ہو تو پھر آیت اس واقعہ کے ساتھ خاص ہوگی ورنہ اسے اس کے عموم پر رکھا جائے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ نبی اکرم رؤوف رحیم ﷺ کے شان رافت و رحمت کے متعلق دیگر آیات بھی موجود ہیں۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: **لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ**[2] تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہارے نقصان کی بات نہایت گراں گزرتی ہے جو تمہارے فائدے کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں ایمانداروں کے ساتھ بڑے شفیق اور مہربان ہیں۔ سورہ آل عمران کی آیت میں فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ کے کلمات کے ذریعے یہ بات واضح کی گئی ہے کہ مومنین کے لیے حقیقتاً یہ بہت بڑی نعمت ہے کہ اللہ کریم نے اپنے فضل و رحمت سے نبی اکرم ﷺ کو نرم خو بنایا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے تمام اخلاق کریمانہ ایسی رافت و نرمی کے باعث تھے۔ اسی کے باعث آپ ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کبھی انتقام نہیں لیا۔

نبی کریم ﷺ نے رفق و نرمی کی تاکید فرمائی۔ **ان الله رفيق يحب الرفق ويعطى على الرفق ما لايعطى على العنف وما لا يعطى على ما سواه۔**[3] اللہ کریم خود رفیق (نرم) ہیں اور نرمی کو پسند

Al-Tafsīr al-Kabīr, 9/53

1 ۔الطبری ابو جعفر، محمد بن جریر، **جامع البیان فی تاویل آی القرآن**، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۲۰ھ، ۳۲۹/۷

2 ۔التوبہ ۹:۱۲۸

Al-Tawbah 9:128

3 ۔ الامام ابی الحسین مسلم بن الحجاج ابن مسلم القشیری النیسابوري، الجامع الصحیح، بیروت، دار احیاء التراث العربي، س۔ن، ۲۰۰۳/۴، حدیث ۲۵۹۳، البر والصلۃ والآدب، باب فضل الرفق

فرماتے ہیں اور نرمی پر وہ کچھ عطا فرماتے ہیں جو درشتی پر عطا نہیں فرماتے بلکہ کسی اور خصلت پر وہ کچھ عنایت نہیں فرماتے۔ نیز ارشاد فرمایا: **من یحرم الرفق یحرم الخیر کله۔**[1] جو نرمی سے محروم کردیا گیا وہ ہر بھلائی سے محروم کردیا گیا۔ نیز ارشاد فرمایا: '**ان الرفق لایکون فی شیی الا زانه و ینزع من شی الا شانه۔**'[2] "نرمی جب بھی کسی عمل میں شامل ہو جائے تو اسے شاندار کردیتی ہے اور جب بھی کسی عمل سے نکل جائے تو اسے بدنما کردیتی ہے۔" نبی اکرم ﷺ کا یہ نرمی والا معاملہ اپنی ساری امت کے ساتھ ہے۔ رشتہ دار ہوں یا اجنبی، بچے ہوں یا بوڑھے، مرد ہوں یا عورت اور سب سے بڑھ کر اہل خانہ ہوں یا غیر، سب آپ کے فیض سے مستفید ہوتے تھے اور آپ کے متبسم چہرے کی خیرات وصول کرتے تھے۔

یہاں رفق ونرمی کے مظاہر اور اقارب واجانب کے ساتھ لطف وکرم کے واقعات ذکر کیے جارہے ہیں۔۔

1۔ متبسم چہرہ: حضرت عبداللہ بن حارث روایت کرتے ہیں: **ما رایت احد اکثر تبسما من رسول اللہ ﷺ۔**[3] میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مسکرانے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ چہرے پر مسکراہٹ کے دو فائدے ہوتے ہیں۔ اس سے تکبر کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اور محبت پیدا ہوتی ہے۔[4] نیز اجنبیت (Strangness) ختم یا کم

Al-Imam Abī al-Ḥussayn Muslim ibn al-Ḥajjāj ibn Muslim al-Qushayrī al-Naysābūrī, al-Jāmi’ al-Ṣaḥīḥ. Beirūt, Dār Iḥyā’ al-Turāth al-Arabi, 4/2003, Ḥadīth: 2593, al-Birr wa al-Ṣilah wa al-Adab, Bāb Faḍl al-Rifq

1 ۔ السجستاني، أبوداود سلیمان بن الأشعث، السنن، بیروت، دار الکتاب العربي، س۔ن، ۴/۴۰۳، حدیث ۴۸۱۱، کتاب الأدب، باب في الرفق

2 ۔ الصحیح لمسلم، ۴/۲۰۰۴، حدیث ۲۵۹۴، البر والصلۃ والآدب، باب فضل الرفق

Al-Ṣaḥīḥ li Muslim, 4/2004, al-Birr wa al-Ṣilah wa al-Adab, Bāb Faḍl al-Rifq

3 ۔ الترمذي، الامام الحافظ أبوعیسی محمد بن عیسی بن سورۃ، السنن، بیروت، دار الفکر، س۔ن، ۵/۲۶۱، حدیث ۳۷۲۱ کتاب المناقب، باب في بشاشۃ النبي ﷺ

Al-Tirmidhī, al-Imām al-Ḥāfidh Abu ‘Īsā Muḥammad ibn ‘Īsā ibn Sūrah, al-Sunan, Beirūt, Dār al-Fikr, 5/261, Ḥadīth: 3721, Kitāb al-Manāqib, Bāb fi Bishāshah al-Nabī ﷺ

4 ۔ ابن بطال، ابوالحسن علی بن خلف، شرح صحیح البخاری، ریاض، مکتبۃ الرشد، س۔ن، ۵/۱۹۳

ضرور ہو جاتی ہے۔ہمارے ہاں عموماً چہروں کا تبسم کم ہی نظر آتا ہے اور دینی مناصب پر فائز حضرات اسے شاید اسے وقار کے منافی سمجھتے ہیں اور رعب و دبدبہ کے ختم ہو جانے کا سبب سمجھتے ہیں حالانکہ نبی اکرم ﷺ رؤوف رحیم اپنے اصحاب میں بیٹھے رہتے وہ تو زمانہ جاہلیت کی باتیں کر کر کے ہنستے رہتے تھے۔ اور آپ مسکراتے رہتے تھے[1]، بلکہ جب غصہ ہوتے تو اسی وقت بھی غصے والا تبسم فرماتے۔ حضرت کعب بن مالک اپنے واقعہ میں یوں بیان کرتے ہیں: **فجئته فلما سلمت عليه تبسم تبسم المغضب۔**[2] علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی مسکراہٹ غصہ میں آئے شخص کی مسکراہٹ ہوتی ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ ایک دفعہ آپ ﷺ کی چادر جو آپ نے اوڑھ رکھی تھی اس چار کو ایک دیہاتی نے زور سے کھینچا اور کھینچنے کے نشان آپ ﷺ کی گردن مبارک پر نظر آئے۔ اس نے آپ ﷺ سے کچھ مانگا۔ آپ ﷺ نے بجائے غصہ کرنے کے مسکراتے ہوئے اسے نواز دیا۔[3]

اہل وعیال کے ساتھ نرمی ولطافت

ہمارے ہاں عموماً اہل وعیال کے ساتھ برتاؤ میں سختی کی جاتی ہے جبکہ نبی کریم ﷺ کا معمول حضرت عائشہ یہ نقل کرتی ہیں: **ما ضرب رسول الله ﷺ شيا قط بيده ولا امراة ولا خادما الا ان يجاهد في سبيل الله وما نيل شيئ منه قط فينتقم من صاحبه الا ان ينتهک شی من محارم الله**

Ibn al-Baṭṭāl, Abu al-Ḥassan Ali ibn Khalf, Sharh Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Riyādh, Maktabah al-Rushd, 5/193

1 ۔الجامع الصحیح لمسلم ۱/۷۸، حدیث ۶۱۷۹، كتاب الفضائل، باب تَبَسُّمِهِ صلى الله عليه وسلم وَحُسْنِ عِشْرَتِهِ

Al-Jāmi’ al-Ṣaḥīḥ li Muslim, 1/78, Ḥadīth: 6179, Kitāb al-Fadā’il, Bāb Tabassumihī ﷺ wa Ḥusn ‘Ishratihī

2 ۔الجامع الصحیح للبخاری، ۴/۱۶۰۳، حدیث ۴۱۵۶، کتاب المغازی، باب حدیث کعب بن مالک۔۔۔۔۔

Al-Jāmi’ al-Ṣaḥīḥ li al-Bukhārī, 4/1603, Ḥadīth: 4154, Kitāb al-Maghāzī, Bāb Ḥadīth Ka’ab ibn Mālik

3 ۔الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الخمس، باب ماکان للنبي صلى الله عليه وسلم يعطي المؤلفة قلوبهم وغيرهم من الخمس ونحوه، ۳/۱۱۴۸، حدیث ۲۹۸۰

Al-Jāmi’ al-Ṣaḥīḥ li al-Bukhārī, Kitāb al-Khams, Bāb mā Kāna li al-Nabī ﷺ Yu’ṭī al-Mu’allafah Qulūbuhum wa Ghayruhum min al-Khumus wa Naḥwihī

تعالی فينتقم لله تعالی۔[1]"نبی اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کسی کو بھی نہیں مارا نہ ہی ازواج کو اور نہ ہی کسی خادم کو، البتہ اللہ کریم کے راستے میں جہاد کیا فرمایا ہے، نیز آپ کے کسی حق سے کسی نے تعرض کیا ہو تو آپ نے اس سے انتقام نہیں لیا البتہ اللہ کی حدود کو پامال کیا گیا ہو تو آپ نے اللہ کریم کے لیے انتقام لیا ہے۔"

خادموں کے ساتھ رفق ومحبت

خادموں کے ساتھ معاملہ عموماً سخت گیری کا ہوتا ہے۔ ان سے غلطی ہو جائے تو ڈانٹ ڈپٹ ضروری سمجھی جاتی ہے بلکہ مارپیٹ کی نوبت بھی اکثر آ جاتی ہے۔ ادھر ھادی برحق ﷺ کا معمول حضرت انس بن مالک نقل کرتے ہیں: **خدمت رسول اللهﷺ عشر سنين والله ما قال لی أف قط ولا قال لی لشيئ لم فعلت هكذا اوهلا فعلت كذا**[2]"میں نے محبوب کبریا ﷺ کی دس سال خدمت کی اللہ کی قسم کبھی بھی آپ نے مجھے اف تک نہیں کہا نہ کبھی یہ کہا کہ یہ کام کیوں کیا یا یہ کام کیوں نہیں کیا۔"

بچوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا نرم رویہ

رسول اللہ ﷺ بچوں سے بہت محبت کرتے تھے، چنانچہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس نومولود بچے لائے جاتے تو آپ ﷺ ان کو برکت کی دعا دیتے، انہیں گھٹی دیتے۔[3] حضرات حسنین سے آپ کی محبت کسی دلیل کی محتاج نہیں۔ ایک دفعہ حضرت حسن اور حضرت اسامہ بن زید کو اپنے ایک ایک پہلو پر بٹھایا اور پھر انہیں اپنے ساتھ سینہ سے لگا لیا اور دعا کی اے اللہ آپ ان پر رحم فرمائیں میں تو ان پر رحم کرتا ہوں۔[4]

---

1 ۔ الجامع الصحیح لمسلم، کتاب الفضائل، باب **مباعدته ﷺ للآثام واختياره من المباح أسهله وانتقامه لله عند انتهاك حرماته**، ۴/۱۸۱۴، حدیث ۲۳۲۸

2 ۔ الجامع الصحیح لمسلم، کتاب الفضائل، باب کان رسول اللہ ﷺ أحسن الناس خلقا، ۴/۱۸۰۴، حدیث ۲۳۰۹

Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ li Muslim, 1/78, Kitāb al-Fadā' il, Bāb Kāna Rasullulah ﷺ Aḥsan al-Nās Khuluqan, 4/1804, Ḥadīth 2309

3 ۔ الجامع الصحیح لمسلم، کتاب الطهارة، باب حکم بول الطفل الرضیع وکیفیة غسله ۱/۲۳۷، حدیث ۲۴۶

Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ li Muslim, Kitāb al-Ṭahārah, Bāb Ḥukm Bawl al-Ṭifl al-Raḍī', 1/237, Ḥadīth 246

4 ۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الادب، باب وضع الصبی علی الفخذ، ۵/۲۲۳۶، حدیث ۵۶۵۷

نادان کی تعلیم وتربیت میں نرم رویہ

معاویہ بن الحکم السلمی رضی اللہ عنہ نو مسلم تھے۔ سرکار دو عالم ﷺ کے پیچھے صحابہ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے ایک صاحب کو چھینک آئی تو انہوں نے یرحمک اللہ کہہ دیا۔ صحابہ کرام انہیں گھورنے لگے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا میری والدہ مجھے روئیں یہ کیسے تم لوگ مجھے دیکھ رہے ہو تو وہ لوگ اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر مارنے لگے۔ جب میں نے دیکھا یہ تو مجھے خاموش کروا رہے ہیں تو میں خاموش ہو گیا پھر جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہو چکے تو:

فبأبی هو وامی، ما رایت معلما قبله ولا بعده احسن تعليما منه فوالله ما كهرنی ولا ضربنی ولا شتمنی، قال: ان هذه الصلاة لا يصلح فيها شی من كلام الناس، انما هو التسبيح وقراءة القرآن۔[1]

"میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ میں نے آپ سے زیادہ اچھی طرح سکھانے والا کوئی معلم نہ آپ ﷺ سے پہلے دیکھا نہ بعد میں، اللہ کی قسم آپ ﷺ نے نہ مجھے ڈانٹا نہ مارا اور نہ ہی برا بھلا کہا بلکہ فرمایا (دیکھو) یہ نماز ایسی ہوتی ہے کہ اس میں انسانوں کے کلام کی گنجائش نہیں ہوتی یہ تو رب کی تسبیح اور قرآن کی تلاوت ہی ہوتی ہے۔"

امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں نرمی

ہادی برحق ﷺ نیکی کے کاموں کو بتلانے اور برائی کی باتوں سے روکنے میں بھی نرمی کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا تو لوگ ڈانٹ ڈپٹ کرنے کے لیے اس کی طرف لپکے تو رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: "اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر چند ڈول پانی کے بہا دو تمہیں آسانیاں پھیلانے والے بنا کر بھیجا گیا ہے اور تمہیں مشکلات میں ڈالنے والے بنا کر نہیں بھیجا گیا۔"[2]

Al-Jāmi’ al-Ṣaḥīḥ li al-Bukhārī, Kitāb al-Adab, Bāb Waḍ’ al-Ṣabī ala al-Fakhaz, 5/2236, Ḥadīth: 5657

1 ۔الجامع الصحیح لمسلم، ۱/۳۸۱، حدیث ۵۳۷

Al-Jāmi’ al-Ṣaḥīḥ li Muslim, 1/381, Ḥadīth: 537

2 ۔الجامع الصحیح للبخاری، كتاب الوضوء، بَاب صَبِّ الْمَاءِ عَلَى الْبَوْلِ فِي الْمَسْجِدِ، ۱/۵۴، حدیث ۲۲۰

گناہ سے توبہ کرنے والوں کے ساتھ آپ کا مشفقانہ طرز عمل

جب کسی شخص سے گناہ ہو جائے اور پھر وہ کسی دینی منصب پر فائز شخص کے پاس ندامت کے ساتھ حاضر ہو تو ایسے شخص کو جس شفقت اور مہربانی کی ضرورت ہوتی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ رسول اکرم ﷺ ایسے شخص سے انتہائی شفقت و محبت والا معاملہ فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت شدہ یہ قصہ اس کی روشن مثال ہے۔ ایک صاحب حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی میں ہلاک ہو گیا۔ فرمایا کیا ہوا۔ عرض کیا میں اپنی اہلیہ سے روزے کی حالت میں مشغول ہو گیا۔ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا اچھا کوئی غلام ہے جیسے (کفارہ میں) آزاد کر سکو۔ عرض کیا نہیں فرمایا دو مہینے کے روزے رکھ سکو گے۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا اچھا ساٹھ (60) مساکین کو کھانا کھلا سکو گے، عرض کیا نہیں۔ اس پر آپ ﷺ کچھ دیر رکے۔ سیدنا ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ ابھی ہم بیٹھے ہی ہوئے تھے کہ روحی فدا ﷺ ایک پیمانہ کھجور کا بھرا ہوا لے آئے اور فرمایا یہ لے لو اور صدقہ کر دو (کفارہ دے دو)۔[1] آنحضرت ﷺ کا یہ طرز عمل کتنا مشفقانہ ہے۔ حقیقت میں آپ کے اس طرز عمل کی وجہ سے صحابہ شمع رسالت کے پروانے بنے ہوئے تھے۔ رب کریم کے ارشاد مبارک: وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ[2] کی صحیح تصویر ان واقعات میں جھلکتی ہے کہ اگر آپ کا کلام سخت ہوتا، آپ ہر ہر غلطی پر سخت محاسبہ فرماتے تو یہ حضرات کبھی آپ کے گرد جمع نہ ہوتے۔

اجتماعی عبادات میں حاجت مندوں کمزوروں کا خیال رکھنے کی ہدایت

آپ ﷺ اجتماعی عبادات میں کمزوروں، حاجت مندوں، بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کا خاص خیال رکھتے تھے اور صحابہ کرام کو بھی اسی کی تعلیم دیتے تھے۔ چنانچہ حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نماز پڑھاتا ہوں تو اسے لمبا کرنا چاہتا ہوں پھر میں بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اس کی ماں کی پریشانی کے باعث

Al-Jāmi’ al-Ṣaḥīḥ li al-Bukhārī, Kitāb al-Wuḍū, Bāb Ṣabb al-Mā’ ala al-Bawl fi al-Masjid, 1/54, Ḥadīth 220

1 ۔الجامع الصحیح للبخاری، کتاب کفارات الأیمان، باب من أعان المعسر في الكفارة، ۶/۲۴۶۸، حدیث ۶۳۳۲

Al-Jāmi’ al-Ṣaḥīḥ li al-Bukhārī, Kitāb al-Kaffārāt al-‘Īmān, 6/2468, Ḥadīth: 6332

2 ۔آل عمران ۳/۱۵۹

Āl-‘Imrān 3/159

نماز مختصر کر دیتا ہوں۔[1] حضرت معاذ کی ایک صاحب نے شکایت کی کہ انہوں نے نماز میں سورۃ البقرہ اور سورۃ النساء پڑھی جس کی وجہ سے مجھے نماز چھوڑ کر اپنے ان دو پانی اٹھائے ہوئے اونٹوں کی طرف جانا پڑا جنھیں وہ بٹھا کر آئے تھے)، رحمت کائنات ﷺ نے نہایت غصے سے فرمایا: **افتان أنت**۔[2] کیا تم فتنہ پھیلانے والے ہو (اپ نے یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا)۔

جلال نبوی ﷺ سے مرعوب شخص کو تسلی اور اظہار عاجزی

رسول اللہ ﷺ کو سامنے ایک صاحب آئے اور مرعوب ہو کر کانپنے لگے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا: " **هون عليك فإني لست بملك إنما أنا ابن امرأة من قريش [كانت] تأكل القديد** " "تسلی رکھو میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں، میں تو قریش کی ایک ایسی خاتون کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھالیا کرتی تھیں[3]" نبی اکرم ﷺ کی یہی نرمی تھی جس کے باعث ہر شخص جو آپ سے ملتا تھا گرویدہ ہو جاتا تھا اور خلاق علیم نے اگر اس کی قسمت وتقدیر میں ہدایت لکھی ہوتی تو حلقہ بگوش اسلام ہو جاتا۔

یہود کے برے رویہ کے جواب میں اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ

جب اس بات کا سوفیصد یقین ہو کہ ہم الحمد للہ حق پر ہیں اور مخالف حق پر نہیں۔ پھر اسی مخالف کی طرف سے درشتی اور بد اخلاقی کا مظاہرہ ہو تو ایسی صورت میں بد اخلاقی، برائی معلوم نہیں ہوتی مگر ہادی برحق ﷺ کی تعلیم یہی ہے کہ ان احوال میں بھی عمدہ اخلاق اپنائے جائیں۔ حضرت عائشہ طیبہ طاہرہ ارشاد فرماتی ہیں کہ یہودیوں کی ایک جماعت

---

1 ۔الجامع الصحیح لمسلم، کتاب الصلاۃ، باب أمر الأئمۃ بتخفیف الصلاۃ في تمام، ۱/۳۴۲، حدیث ۴۷۰

Al-Jāmi’ al-Ṣaḥīḥ li Muslim, Kitāb al-Salāh, Bāb Amr al-A’imah bi Takhfīf al-Salāh fi Tamām, 1/342, Ḥadīth: 470

2 ۔الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجماعۃ والإمامۃ، باب من شکا امامہ إذا طول، ۱/۲۴۹، حدیث ۶۷۳

Al-Jāmi’ al-Ṣaḥīḥ li Muslim, Kitāb al-Jamā’ah wa al-Imāmah, 1/249, Ḥadīth: 673

3 الھیثمي، نور الدین علي بن أبي بکر، مجمع الزوائد و منبع الفوائد، بیروت، دار الفکر، ۱۴۱۲ھ، ۸/۵۸۵، حدیث ۱۴۲۲۰، کتاب علامات النبوۃ، باب في تواضعہ ﷺ

Al-Haythamī, Nūr al-Dīn Ali ibn AbīBakr, Majma’ al-Zawā’id wa Manba’ al-Fawā’id, Dār al-Fikr, Beirūt, 1412H, 8/585, Ḥadīth: 14220, Kitāb ‘Alāmāt al-Nubuwwah, Bāb fi Tawāḍi’ihī ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے ہاں آئی اور سب کہنے لگے: السام علیک تم پر (معاذ اللہ) ہلاکت آئے۔ صدیقہ کہتی ہیں کہ میں سمجھ گئی (کہ یہ مکر کررہے ہیں۔ السلام علیک کی جگہ السام علیک کہہ رہے ہیں) تو میں نے کہا تم پر بھی ہلاکت ہو اور لعنت ہو سرکار نے فرمایا اے عائشہ ٹھہرو۔ بے شک اللہ کریم تمام معاملات میں آسانی ہی کو پسند کرتے ہیں۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ نے وہ کلمات نہیں سنے جو انہوں نے کہے اس پر سرکار نے فرمایا تو میں نے کہہ دیا ہے 'علیکم '[1] یعنی جو تم نے کہا تم پر بھی ایسا ہی ہو۔

خلاصہ بحث

آنحضرت ﷺ کو رب کریم نے خاص اور غیر معمولی لطافت و بردباری، نرمی و رفق، رافت و رحمت عطا فرمائی تھی۔ اس کی بدولت آنحضرت ﷺ کی ذات برکات میں ایسا نورانی جذب پیدا ہو گیا تھا کہ صحابہ کرام نبی مکرم ﷺ سے ایسے گھل مل جاتے تھے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے کامل فیض پالیتے تھے۔ اگرچہ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ آیت مبارکہ میں مذکور آپ ﷺ کی اس نرمی کا تعلق صرف غزوہ احد کے خاص واقعہ سے متعلق ہے مگر رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ پر نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ رفق و لطافت سرکار دو عالم ﷺ کی طبیعت کا لازمی جزو تھا۔ آپ ﷺ نے خود بھی رفق و نرمی کی تاکید فرمائی ہے اور چھوٹے بڑے، جوان اور بوڑھے، مرد و خواتین اپنے اور پرائے سب کے ساتھ آپ ﷺ کا رویہ نرمی والا ہی تھا۔ مکی دور کی آیات میں آپ ﷺ کو مومنین کے لیے نرمی و عاجزی کا حکم دیا گیا تھا اور مدنی دور کی آیات میں رب کریم نے خود ارشاد فرمایا کہ آپ اپنے رب کی رحمت سے مومنین کے لیے نرم خو ہیں۔

نتائج بحث

1. نرمی صفات محمودہ میں شامل ہے۔
2. مومنین کو اہل ایمان کے لیے نرم رہنے کا حکم ہے۔

---

[1] ۔الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الأدب، باب الرفق في الأمر كله، ۵/۲۲۴۲، حدیث ۵۶۷۸
Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ li al-Bukhārī, Kitāb al-Adab, Bāb al-Rifq fi Amr Kullihī, 5/2242, Ḥadīth: 5678

3. وہ تمام افراد جو ان طبقات معاشرہ سے تعلق رکھتے ہیں کہ ان کا عوامی برتاؤ(Public Dealing) بہت زیادہ ہے جیسے معلمین، مرشدین، اطباء، وکلاء اور دیگر پیشوں سے متعلق لوگ، انہیں چاہیئے کہ رسول اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ کو اپناتے ہوئے اپنے مزاجوں میں نرمی پیدا کریں۔ در گزر کرنے کا رویہ اپنائیں۔ نیز ہم یہی اعتدال و نرمی اپنی فکر میں بھی پیدا کریں۔ اختلاف و تنوع کائنات کا حسن ہے اور یہ اسی وقت تک ہی خوشنمارہ سکتا ہے جب تک اسے بعد و نفرت اور تفریق کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔
4. ہمارے پاکستانی معاشرے میں زبان، علاقہ، ذات، رنگ اور مذہبی وابستگیوں کا تنوع اختلاف سے مخالفت تک جا پہنچا ہے جو یقیناً انتہائی خطرناک ہے۔ اور رب کریم اور ان کے محبوب کو انتہائی ناپسند ہے۔ ہمیں اس پر لازماً غور کرنا ہوگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆